REGISTERD NO.A.755




اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ کا عطر حنا خاص ترکیب سے بنتا ہے

# مینیجر کی نہایت ضروری گزارش

## قواعد وضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل صرف سالانہ قیمت مین ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی للعمہ سالانہ قیمت لیجائے گی یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہین بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ ڈاک کے علاوہ وی پی بھیجنے مین خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیان ناظرین دریافت نہین کر سکتے۔ ہر ایک نمبر مین نئے مضامین ہوتے ہین ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس مین آپ کے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچے مین آپکے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائین اگر اس پرچے کے مضامین آپکے مفید مطلب و مذاق کے موافق معلوم ہون تو پھر ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہین۔ ورنہ والخیر شاالسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان صفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہین ڈال سکتے تو انہین لازم ہے کہ پانچ سالانہ خریدارون سے قیمت بھجوائین اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرالین۔ دام و درم نہین تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائین۔ مذہب یا نادار ی یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہین سکتے کہ ڈاک کے صاحب ڈاکو ہین۔ یہان سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہین وہ راستہ مین گاؤ گم ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب مین پانچ چار عتاب نامہ مینیجر کے نام ضرور آتے ہین۔ ہر ایک کا پی کے ساتھ ہزارون خریدارون کے دو تحفانے پر نیاز مند مینیجر خود نہین پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین ناخوش کرنا مقصود نہین ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہین ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہین کیجاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت مین مینیجر اودھ پنچ کا نام نہین ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شایع ہونگے اور انکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہین ہین۔

(۱۰) مضامین صاف خط مین کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائین۔ مذہبی حیثیت کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن مین نہو فقط

## نوٹ

جو حضرات خریدار ہین انہین خط اور منی آرڈر مین نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

**مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ**

*لطف

جزوات … طبیب … حکیم صاحب … بلدہ … سے تیار کرکے … حاضر … قیمت … اور … اگر … کیجیے … قیمت … سید قاسم صاحب دفتر اخبار …

*لطف جزوات کے اشتہار کا بہترین نمونہ اس رسالے مفصل اشتہار صفحہ ۲ و ۳ کے درمیان ضمنی مین ملاحظہ ہو۔

جلد ۱۳ نمبر ۶

# مضامین

۱۷ فروری ۱۹۲۳ء

## شادی ہا

ذیل میں سامان شادمانی کا ترجمہ ہے جس میں چشم بینا اصل کلام کی طرح ہے۔ دیوان کا ایک گوشہ گرچہ عروس جو منتخب ہے اگرچہ یہ ترشاعر خاص عشق کی صحبت سے کبھی خالی نہیں رہتا چاہیے اس قدر کا قدر بھی نظری شاعر سے جدا گرچہ ان بوس و کنار کی صورت ہر فی سیاہ شادمانی اتنے متفرق ہیں مگر شاعر نے چار ہی بند پر کفایت کی ہے۔ امید ہے خوب ہوا اور ہمیں بھی قبول و منظور ہے۔ ایڈیٹر

درین فرخندہ شب در وہ ہر چار — بشہر را شادمانی ہاست بسیار
عروس نوجوان از شوہر دلدار — بہ پیوست کامران بیدار ستش یار
شبے چون پاسبانان در بیابان — کنار بستر شہزادہ بیدار
بہ افسون کودکے را خواب کردن — چنان آسان گرفتن کار دشوار
تنش را از پلیدی پاک شستن — بہ ابرو ناشتہ و چینے بہ پیار
تن تنہا وے بر چار بودن — طبیب و عاشق و یار و پرستار
چو کودک تب کند بیرون روی آب — ز اشک پاک چشمان گہر بار
کہ روزے باز یابی بے زبانی — ہمہ گرد بشادی گرم گفتار

اگرچہ در وہ طفلے بہ دامان
ندانی ہیچ شادی بہتر از آن

شب آدینہ گاہے شادمانی — نخستین پاس خفتن در جوانی
کتاب و درس را یکسو نہادن — گشودن باب عیش و شادمانی
بہ جان دوستان موعود بودن — کہ شادی خیزد از آن میہمانی
گشودن چشم پیش بام تنگ خورشید — کہ بر بام گیتی نور افشانی
ز رخ ناشستہ زری آبتاب و ریحان — گرفتن بہرہ از زندگانی
بہ زیر بید بن فارغ نشستن — ز اندوہ و ملال این جہانی
بیجز علی نکتہ سنجیدن کہ زیباست — میان دوستان شیرین زبانی
سخن بسیار گفتن کم شنیدن — ذکر دن بار فیقان سرگرانی

چنین آدینہ شادی نخواہد
ولے غیر از این تر از آن نیز باشد

نخستین روز نوروزے کہ عالم — شود بار دگر سرسبز و خرم

بگیرد زر عروس بوستانی — کہ تا غنچہ ہا در نوعروسی یکسر دم
کشد چون غنچہ دامان و ترش آرد — بگرمش آب چون آواز سے دیر بام
صفائے باغ را از سر یک دست — نشانہ باہم یاران فراہم
بطرازی سحرگاہان نسیمے — چکاند در دہان غنچہ شبنم
بہر سو شہ رنگین یار سے پروش — خوشے رہ یاران بیا سبزہ باہم
بہ پائے دوست افتد عاشقے زار — کند بشکستہ پیمان یاد محکم
کہ از جور دوست نالہ ستم از دوست — زند مستوق لب خندے کہ ہم

بگو کم روز بہتر زین نیست غیر این
ولے کز بہم شناسم بہتر از این

شبے ماہ و فلک بر گیتی خواب — ز ماہ آسمان پاشیدہ سیماب
وگلفنی ماہ را از بیم سحر ما — بپوشیدہ برق فرد سنجاب
نسیم از سرو چمن مرغ خوش آہنگ — نوا زد لحن ہا بے ہیچ اسباب
ز گلشن دوستی تنہا کہ عشق — دہد بر تار دل گہگاہ مضراب
کنار بستر دیبا نگارے — ز مستی خفتہ و در آغوش مہتاب
پرندے پرنیش افتادہ گلفتی — بشست شادی جوان پیچیدہ و بلاب
دو شہلا نرگس جادو فریبش — در آغوش و بازی رفتہ در خواب
بلا کش عاشق شوریدہ حالے — شادہ محو آن رخسار سیراب
ز شور عشق و شیرین کاری او — دل اندر زلف آن افتادہ در تاب
کہ ناگاہان چو آید شکر خند — در آن شیرین لب ہم رنگ عناب
دو لب خندہ اندر زنے کہ زنہار — دہان غنچہ شکر است دریاب

خوشا آن لب کہ بوسہ دست یارے
بہ شکلے شیر یا نگشت نگارے

(آقائے ل ضو شعر)

## خطاب شاعر لطیف ظریف بہ ذات شریف

او باغبان سرلی تو اجل جہاد جنگ — اس وقت تو گلزار خرابی روشن ہے
گر اتفاق ہو کے بہر خرا باغ قوم — گرجان ہی کا غیر طلب اور شیخ ہے
ہے و قلعواش تیرا سامان شاہ پیچ — ہاتھ آن ہیں خیر کی جنس الصبیح ہے
ہاں کرکے ناتشکل فرا اور میرا ترتیب — چرچا برین سے بھی بہار صبح ہے
لیکن نیساں قوم کے تما ناموں — پیلا زمین فلک سے زیادہ وسیع ہے
تنگ اسکو اپنے فعل سے ہے شد تو ذکر — یہ کام ہو ضرور تو اولیٰ تشفیع ہے
دشمن ہے اس شہر کا جامن جن ہو — چار کے زیر سایہ ہے وہ مزہ صبح ہے
باطل ہے کر دیکھتا سنتا نہیں کوئی — دات خداے پاک بصیر و سمیع ہے
دقت میں انو کی صدر کیوں ہے — کیا ساتھ ہی روز جزا ہا شفیع ہے

دل ہی سے کر خیشہ نائیہ قوم کو
اقبال جرم اگر تو سے حق میں کھینچ ہے
اطفال ہندوستان کے لیے تو بہر شمہ
تعلیم ہر غنچہ ہائے تعلیم و صحیح ہے

راقم

محمد عبداللہ قضا صاحب [illegible]

## غزل

اس رخ زیبا سے ہم گرگشت ہوا نہ دیکھیے
دیکھیے آئینہ میں سیہ کاکل تر جلوہ دیکھیے
ہوتی اپنے پاس اگر ستول کوئی جا نما
عاشقی کو اس گھڑی نہ کا نمونہ دیکھیے
مفلسی کا ہو برا حسن نہیں سارا دن گھڑی
دن گزر جاتا ہے اپنا سارا سایہ دیکھیے
استفادہ کرتے ہیں تکرار کا دائرہ ہم اگر
ان کو اور بھی ستمگر کی گفتار دیکھیے
جس گھڑی اظہار کیجیے وہ ہم سے وصل کا
پھر پھر ہو دیکھیے امیدوار سو فساد دیکھیے
ہم یہ لیتے کہ مرغ گور شب ہوا گیا
گر کبھی ان کی نگاہ بے حیا دیکھیے
ڈالدیں کے سر بسر ہو جاتے پھر قائل اگر
آئینہ میں آپ وہ اپنا تماشا دیکھیے
ان کی طفلانہ عمل کا کیا کروں یاد جی
کہتے ہیں ہم تیرہ فتنی خون تمنا دیکھیے
مردہ تن عریاں ہم مفاعل دیکھیے آجکل
دیکھیے آگے ابھی ہیں اور کیا کیا دیکھیے

راقم

فاضل کرمانی

**ہم کالے ہیں کس طور سے کالا ک ہو قابو**
**روپیہ بھی جو کالا ہو تو لیتا نہیں بابو**

مکالمہ

کیا کیجیے۔ کمبخت ملک سے کسی طور نہ جاتا نہیں ملک بھر کالا ہے۔ ہم خود اپنے اور سیاہ ہیں سے شرماتے ہیں۔ ہزار دن نہ [illegible] کہ گورے صاحب و گوروں کی آنکھوں میں سفید کھائی دیں گر کسی طرح ممکن دیتا۔ ولایت کے گورے

گلیم بخت کسا نکر کہ بابشد سیاہ
آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد

جواب ہے۔ طرح طرح کی دوائیں کھائیں نقل کرائے کیا۔ سفید بالی پیا اٹھی ہوا ہیں رہے۔ جلا لیا کا لیا پھر ہاتھ کالے کے کالے۔

کہ زنگی بشستن نہ گردد سفید

کرنے کی دولی سے ہاتھ کالے۔ بال سیاہ کی رعنا ملاقات سے منھ کالا۔ بینک میں روپیہ گھٹے پھر کر ہو نے کہ شاید نزد [illegible] علیہ السلام کے طفیل صحبت سے چہرے کی کالونس مٹے پھر ان میں مٹے گر آہ۔

سیہ بختاں قسمت را چہ سود از رہبر کامل

ہو رہیں اپنی گھڑیں کے اختلاطات بھی پیدا [illegible] ابتلا اسود منے پر مس ابیض کی صورت نہ پکڑی ہے نہ رنگ اپنی ہوئی صورت کا [illegible]

کرشت پٹلون پہنا۔ ہوٹل میں کھانا کھایا۔ جنس [illegible] سے دل بہلایا۔ کیسی کیسا صابن ملا۔ تمام منہ دل کیا۔ تمام گورے گورے مشاغل بیکار ہیں

کالا جل سے جدا ہو نہیں سکتی سیاہی
وہی آئینہ تاب رنگ ہو پہلے تھا قائم رہا۔

دھر تو یہ اہتمام ادھر صاحب لوگوں کو کالے سے وہ نفرت کہ الٰہی تیری پناہ۔ آنکھ کی پتلی سیاہ کم بھلی معلوم ہوتی ہے۔ حضور نے تو ایں تو دلی ہی تحسین پتلی بھی بدل ڈالی۔ جیتوں سے آنکھ والی ذلف سیاہ سے دل عاشق پر سانپ لوٹتے تھے وہ بھی ہے یک احسن بھوری اور بھوری سے سنہری ہو گئی۔ اگر کبھی حسب رخسار پر خال حبشی نے کیا کہا تو وہ نرنا کریم سے اس کی تردید کی گئی۔ ہوٹل میں بھی رہا تو وہ پوش رہا۔ گھنٹی کی روشنائی بھی ہے ترنیل ہے۔ ویگ مسی کی جگہ تاب جبین کی پتلی ہے گھر پانی بھاری ہے۔ مسلک دختر سے بیزاری ہے صبح کی خاص رجل فوری انہیں مستی کرجائے پھر بھی چور شکایت نہ کریں۔ رات کی تو ادنی دیواریں ہیں

دوسری طرف سے صبح و مسا لگا پر پہنچانے گھر کالی ہا قابل نفرت ہے۔ اگر سیاہ فام کی کوئی بات مرغوب ہے تو وہ کالا ہی چکو منت ہے ہر چند کہ بادل نامی ست ہے کمال بر او ملے کی تدبیر بھی ہی ہیں۔ خیر یہ سب تو پرانا افسانہ ہے حال میں ایک سٹیشن کے کالے صاحب لگتی بابو صاحب نے ایک نیا قانون بیان فرمایا۔ مکالمہ [illegible] سنیے اور اگر بابو صاحب کا یہ قانون صحیح ہو تو پھر دیا تہیوں کی قسمت پر دو تین کالے کالے آنسو بہائیے۔ جن کو روپیہ رکھنے کے واسطے نا سیکیورٹی میسر ہے نہ پاکٹ ہے۔ [illegible] دو چار روپیہ ہوتے تو ٹینٹ کے پیسے کے کھاری [illegible] کالے ہوتے ہیں۔ [illegible] میں [illegible] سیاہ درہم [illegible] اٹھاتے اٹھاتے کالونس لگے۔ اتنی سی بات پر اگر اسٹیشنوں کے نئے نئے قانون ان سے [illegible]

تو کہا ہو کام کیو کر ہے۔ دیکھیے وہ ریلوے کے ہمراہیل لیے اسے پہرا ہوگا۔

دیکھیے کے جانے والے ٹکٹ لیوہ

وہ مسافروں میں چپل شروع ہوئی۔ سوتے جاگے مسافروں نے اپنی کٹھریوں کے کھیں جھاڑ کے اُٹھے ہوئے سو سے روپیہ دیا۔ خدا ٹکٹ بابو کی طرف چلے۔ وہ شخص جو کالا تسمہ ہے بھاگی طرح واقف تھا۔ کالا کالا بابو انگریزی زبان میں ؛ اتار بجا ادا علانیہ کے لوگ سے ادا ادا تھا اتنے میں ایک مسافر آیا اور اُس نے ساڑھے تین ٹکٹ مانگے۔

بابو۔ کس اسی دھرم کا بڑا سے (لڑکا) ہے جس کا واسطے آپ (آدھا) ٹکٹ مانگتا ہے۔

مسافر ۔ آٹھ سال۔

بابو۔ بڑا سے کو لاؤ۔ بتا دیکھے اُن ٹکٹ نا ہیں لے گا۔

مسافر ۔ آپ ٹکٹ بنا دیجیے۔ ذرا ابھی آتا ہے۔

بابو ۔ تو۔ تو۔ ریلوے رول کے کھلاف ہے۔ بات کیسے ہونے سکتا۔

مسافر ۔ بابو صاحب بیچارہ بہت ہے۔ آپ کچھ شک نہ کیجیے ٹکٹ بنا

بابو ۔ اوہو ہوئے تو ایک جہاں دیدہ ( زمانہ ) تم نمبر دیکھا ؟

مسافر ۔ پورا کرایہ دیا جائیگا۔

بابو ۔ اور سب گول مال۔ جھگڑا بہت رہ گیا ؟ پھر رست (فرصت) نہیں ہے۔

کمرا ہے۔

دیہاتیوں کی کسوٹی تھوڑا تھا اور گلے کی انگلی ہے روپیہ کھنا کا رستے کے اچھالا اور پھر کوڑی کا نغمہ والا بچے کی طرح ہاتھ پہ آ رہا۔

مسافر ۔ دیکھیو بابو۔ روپیہ ٹھیک ہے۔ سر دوکا دو پیسہ جام کا سکتا ابھی نہیں ہے۔ سلیٹ بھی نہیں ہے۔ کالا تھوڑا اکنڈسے وار بھی نہیں ہے۔

بابو ۔ اور جمن۔ کالا ہے کالا ہے۔

نہیں لیتے۔ کل ہم سے کہے گا کہ جاؤ ہم کا سکتا کو ٹکٹ نہیں دیتے۔

بابو ۔ اور بابو۔ ٹائم ویسٹ نا کرو۔ کالا چیخ کر دیگا ریلوے آرڈر پاس ہو گیا ہے۔

مسافر ۔ خدا غارت کرے اس کالے آدمی کو۔ ابھی ریل بھاگی جاتی ہے کہ کوئی ہم نے روپیہ بنایا ہے؟

بابو ۔ او۔ بابو کسی فرم میں آگ لگ جانے سے بہت اجسیتا روپیہ کالا ہو گیا دیکھ گیا اس کا سپاہی میں کالا اور روپیہ جانے سے ملا کر رنگ دیکھ دوکان ہوتا کا سچا ایسی ہے روپیہ کاٹ کے فرم آفس میں کھاتے دیتا اور ہم رنگ کو دوکان دینا پڑتا۔ سمجھا۔ کالا روپیہ ٹھیک نا ہیں۔

مسافر ۔ بابو۔ روپیہ تو ہم نے دیتے ہیں مگر یہ جادو کہ تم کالے ہو یا گورے۔ آخر ریلوے نے تمہاری آبنوسی رنگت پر کیوں لحاظ نہ کیا۔

اتنے میں ایکسپریس ٹرین کا سیاہ تاب انجن جھک جھک جھک جھک کرتا پلیٹ فارم پر دوڑ گیا۔ غریب مسافر کالے گورے کی بحث کو زیادہ طول نہ دے سکا۔ بچے کا ہاتھ پکڑ کے




ٹھہرو ٹھہرو مجھکو وہ نہیں ہیں میں تو خالی مصور ہوں تصویر لے کے چلا جاؤنگا - لے ادھر منھ پھیرو۔

بالفعل بچھاوے (چوتڑوں) کی تصویر ہی لیجائیے پھر دیکھا جائے گا۔ یہ چہرہ نہیں ہے دکھانے کے قابل۔

بابو صاحب کا اطمینان کر دیا کہ نصف کرایہ کا استحقاق غلط ہو جائے اور سر پہ پاؤں رکھ کے

مسافر ۔ اچھا تو آپ دو پورے ٹکٹ دے دیجیے۔ اور ایک آدھا بنا کے رکھیے میں لڑکا کو لاتا ہوں۔

بابو ۔ روپیہ لاؤ۔

مسافر غریب نے روپیہ گن دیے۔ بابو صاحب نے اپنی لفاوی کی نظر روپیہ پر ڈالی کر بحالت تنقید مولانا پنچ کے نقد سخن کے کرتے ہیں روپیوں کو الٹ پلٹ بابو ۔ او جمن سب کالا کالا ہے۔ دو روپیہ برا

مسافر ۔ ابی کالا ہے تو ہم کیا کریں ہے گورا چاندی کا۔ یہ دیکھو آواز سنو۔

مسافر نے سنگ آستان بابو یعنی کھڑکی کے پتھر پر ایک مرتبہ پھر روپیہ کا سر پٹکا۔ گرعاشق نا شادی رہا۔ معاقبول نہ ہوئی۔

بابو ۔ ا جا ہے۔ بجا ہے۔ پھر کالا۔ کالا ہے۔

مسافر ۔ ابی ہم بھی تو کالے ہیں آج آپ کالا

بھاگا۔ آپ جانیے اس جانب بھی مسافر ہی تھے۔ فقیر کا ٹکٹ لے کے پلیٹ فارم پر آئے اور حیرت سے فرسٹ کلاس کے گورے مسافروں کا منھ تکنے لگے جنہیں کالا دنوں (ن) سے نہ وحشت تھی نہ نفرت اسکے علاوہ انکے پاس کالے روپیہ تھے۔ ان سے انگریزی میں کہا کہ تمہیں کالے کالے روپیہ صرف کرتے گھن نہیں آتی ؟ روپیہ کالا ہے ہم بھی کالے

ہیں وہ کلام کا ان کے حوالے کرو۔ صاحب نے
پہلے پہلے دیے نکالے۔ یہاں ادارے ذرہ کے منہ
درد ہو گیا۔ اور ندوی اس وقت تک کا فرزند ہو گی
جب تک فتحپور کا اسٹیشن دیکھو۔ انشاء اللہ خیر صلاح
واقف

سرکوب فتحپوری

## اوراق ہوائے

پہلے اس نام کا ایک رسالہ علیگڑھ سے نکلا تھا
گران و ترسیل کا ذوق ہوا۔ اب وہ اصطلاحات
حیدرآباد دکن سے وہ اس نے سر نکالا ہے
مگر تعجب ہے کہ "اوراق ہوائے" کا ترجمہ کسی اصطلاحی
مترجم کو نہ سوجھا۔ مولوی وحید الدین سلیم بیہودہ
اصطلاحوں کے وضع کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے
یا وہ شاید ان سے پوچھ لیا ہوتا۔ وہ "پتا باز" نامہ
یا اسی کے مانند کوئی اور گردان میں پورا اترنے والا
نام کردو دیتے۔ والا حیدرآباد کی توہین ہے کہ وہاں
سے رسالہ نکلے اور یونیورسٹی کے قابل افراد وضع
اصطلاحات کے تصرف ذہنی و علمی سے محروم رہے۔
اس رسالے کا تیسرا نمبر پیش نظر ہے۔ لکھائی
چھپائی کا غذ کوئی چیز اعتراض کے قابل نہیں۔
غالباً اتنا ثبوت دکنا ہے ہمارے دوست شیخ عطاء اللہ
صاحب کی مرہون منت ہے جن کے خط میں ولایتی
نشان ہے اور لکھائی چھپائی میں کامل مہارت
رکھتے ہیں۔ ان مضامین کے بارے میں کچھ کلام ہے
مثلاً "فسون کاری" کے عنوان سے ایک نظم ہے۔
شاعر فرماتا ہے

میرے دل نازک میں کیوں دست گریبان ہے
اے عشق کی بیتابی اے عقل کی خودداری

یہاں "دست و گریبان" جیسے معنی "ساتھ ساتھ شامل
قریب۔ باہم مربوط" کے ہیں یعنی "دست بگریبان"
استعمال ہوا ہے جیسے اصطلاحی معنی مخصوص جنگ
دشمنی اور لڑائی جھگڑے کے ہیں۔
اگر شعر میں "دست و گریبان" سے "بر عکس" مطلب
مراد لیں تو اس کا اصل یہی ہے۔ لیکن اشعار میں
نازک سے دست و گریبان کہنا تھا۔ یہی کہ "ترتیب
میدان جنگ کی طرف اشارہ کرتی ہے اگرچہ خود
نازک ہے۔ یا ایک ایسی رعنائی کا جادو ہے جیسی
عشق کی بیتابی اور عقل کی خودداری متضاد ہیں
وہ دونوں چیزیں ایک دل نازک پہ چل جانے سے مستعد ہیں۔ وہ ناقابل
کا اتصال قابل فکر ہے لگایت و اعتراض کے قابل
نہیں۔ اگر زبان و محاورے کے خلاف "دست و گریبان"
اور "دست بگریبان" مرادف سمجھا جائیں تب بھی
"فسون کاری" بے لطف اور غرابت سے بے جوڑ
آتی ہے اے حسن تن شاہ صاحب کا اپنا بچا کہنا ہے؟

پھر فرماتے ہیں سے

اس بزم میں سے اٹھا کیا نیند کے معنی میں
جس عالم غفلت میں اک خواب ہے بیداری
آرام طلب دل پہ احساس غلامی سے
اک ضرب لگا کاری اک زخم لگا کاری
پیش کی اس سے ہے وہ لطف کا سامان ہے
اے عقل کھلونوں کی جا چند خریداری

پہلے شعر میں "بزم" اور "عالم غفلت" ایک ہی شے ہے
اشعار میں سے ایک بیکار ہے۔ مطلب اس قدر ہے کہ
جہاں خواب کا نام بیداری ہے وہاں "نیند" کے کیا
معنی ہو گئے؟ مگر "فسون کاری" کا نحو کسی قاعدے کا
یا اطلاعات و فصاحت کا پابند نہیں۔ دوسرے شعر میں
"مخاطب" معلوم نہیں کون ہے۔ شاید شاعر صاحب
اپنے دل سے باتیں کر رہے ہیں۔
تیسرے شعر میں "یہ" اور "وہ" کا اشارہ خدا جانے
کس طرف ہے۔ دو قریب کوئی لفظ آیا ہے نہ عیش
کی بصورت اور لطف کا سامان کھلونا نہیں۔ اور یوں
کہتے تو "کھلونوں" کا اطلاق صحیح ہوتا اور شاعر اد
دیوالی کا گھر وندا آراستہ ہو جاتا جیسے "فسون کاری"
کے منتر چلائے جاتے سے

پیش کی تیاری ہے وہ لطف کا بہلاوا ہے
اے عقل کھلونوں کی جا چند خریداری

پھر ارشاد ہوتا ہے سے
یہ داب ادب ہے ... [illegible]

یہی بہت عجب چیز ہے کہ جب پیدا خلقی ہے تو شاعر
انسان سے کھلتا یا اس "زندگی" ہو جاتا ہے۔
شاعر فرماتا ہے کہ اگر شیشہ ٹوٹ سے
ذرہ من کو رکھا جلوے بہرہ ور کو نکلتے
قند حق سے حق میں حکم کیا جاری
حکم مستقل ضرور ہے۔ یہ "فسون کاری" نحن اور
بیروں کے صرف کی ہے خدا کرے جو کسی باشندے
اور کان والے پر اس کا اثر ہو۔ ماشاءاللہ بہت ہی لاؤنے
لگے گا۔
ایسی "فسون کاری" اس رسالہ میں کئی ایک ہیں
سب سے قرض کیا جائے تو دوسرے صفحے مطالبے ہیں
سے جاتیں۔ لہٰذا ایک شعر دو شعر کا لاحقہ نا گزیر ہے
خاک ڈالیے۔ بلکہ اردو کی روح پہنا تو ہے جیسے تک
تعلیم یافتہ پورے سے توقع تھی کہ وہ پڑھ لکھ کے اپنی
زبان کو فائدہ پہنچائیں گے مگر انھوں نے اگلے شاعروں
کی بوجھ کے سوا اور کوئی علامت ذہنی استعداد اور قابلیت
کی دنیا کے سامنے پیش نہیں کی۔ اگلے شعرا فاحش تھے
ضلع جگت کہتے تھے۔ لفظی تبدیل پر جان دیتے تھے
علم کو ان سے نفع نہیں ہوا۔ مگر وہ بل کیا تھا کہ جس کے سوا
انھیں کچھ سوجھائی نہ دیتا تھا۔ یہ جاتے تو شاعری
ترقی اور اکھڑ دل میں نہ تھا۔ سب کچھ تھا کہ جو کچھ ہم نظم و نثر
میں انھوں نے کیا وہ سمجھ سے باہر نہیں گیا۔
اس نمبر میں "رجحان" عنوان سے "اسطلاحات مغربی" پر
ایک مضمون ہے۔ یہ مضمون بعض انگریزی شعرا سے متعلق
اول تو اردو میں شیلی اور براؤننگ پر مضمون لکھنا ہی
فضول ہے۔ اگر ان کا کلام یا اس کا ترجمہ پیش کرنے
کے بعد محاسن کلام سے بحث کی جاتی تو فائدہ سے خالی
نہ تھی۔ مگر مضمون نگار صاحب نہیں معلوم کن لوگوں کے
لیے قلم اٹھا رہے ہیں جو ارشاد فرماتے ہیں جو لوگ شیلی اور
براؤننگ کی حالت اور سے واقف ہیں انھیں شاید
مضمون نگار صاحب کے خیالات کی ضرورت
نہ ہوگی۔ جو حضرات ان دونوں سے واقف نہیں یا
انگریزی نہیں جانتے۔ ان کے لیے تمام مضمون غیر مفید
بالکل ہے اور ایک انگریزی داں زبان سے کم سمجھ نہیں
سے زیادہ کسی کی سمجھ میں آنے کا نہیں کہ ایک صاحب کو




**تصدق اقتدار حکومت**

صیاد:- کالا کوا بھی چھوڑیں صدقے (صدقہ) کونسل کا روح (۱۰۰)

پنچ:- ایک کوا تو کونسل کا اڑا چھوڑ چکا

صیاد:- وہ ایسا ٹھیک نہ تھا۔ کالا کوا بھی چھوڑیں کونسل کا روح ہے

انگریزی شاعروں کے نام کی فہرست طویل ہو سکتی ...... انگریزی ادب اور اردو ادب دونوں میں غیر مانوس نام موجود ہیں اشعری انگریزی دانی فرماتے ہیں۔

"یہ شیلی اور سوئن برن کی مشابہت ہمیں اس حیرت انگیز خیال کی طرف اکساتی ہے کہ شیلی نے سوئن برن کی صورت میں نیا جنم لیا ہے۔"

شیلی کون تھا۔ سوئن برن کون ہے؟ اس کے اپنے کلام میں کیا جدت و صنعت [illegible] کی اور صناعت سخن کو کس قسم کی ترقی دی۔ یا کلام کا تقابل حضرت کو اس سے بحث نہیں بعض سوانح مثلاً کالج سے نکالا ملنا۔ اچھے خاندان میں پیدا ہونا۔ [illegible] جوش [illegible] میں [illegible] الحاد وغیرہ۔ عیسائیت کی مخالفت میں آواز بلند کرنا۔ ہر بات کا ایک [illegible] فیصلہ کر لینا۔ بس یہی وجہ شبہ ہے جس میں شیلی کے ساتھ دنیا نے [illegible] سلوک کیا گیا تھا جس سے سوئن برن دوچار رہا۔

"اگر یہ واقعہ ہے کہ شیلی نے سوئن برن کی صورت میں دوبارہ جنم لیا ہے تو یہ ماننا ہوگا کہ اس نے اپنی دوسری زندگی میں پہلی زندگی کی نسبت بہت کچھ [illegible] ذہانت حاصل کر لی ہے......

شاعری میں اس کا درجہ شیلی سے بہت بڑا ہوا [illegible] نہیں کر سکتے بلکہ کوئی انگریزی شاعر [illegible] حتیٰ کہ نظم کی اقسام میں ان کا ہم پلہ نہیں۔"

یہ خوش نصیبی ہے کہ شاید اس عقیدے کی برکت سے دنیا انگریزی شاعری میں اتنی ہی مہارت حاصل کر لیگی جتنی کہ سوئن برن کو حاصل تھی۔

"شاعری کی طرح تمثیل Drama نگاری میں بھی اس کا درجہ بہت بلند ہے......
بیچ پوچھئے تو وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ انیسویں صدی کے تمثیل نگاروں میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جو اس کی ہمسری کر سکے......
لیکن اس کے پہلو بہ پہلو [illegible] کے مطابق میں سوئن برن کا پایہ [illegible]"

بہت کچھ بحث کی گئی ہے۔"

"تمثیل نگاری کی تنقید ہوئی۔ امید ہے کہ اردو کے مصنف [illegible] "مذہب" کی پیروی کرتے ہیں۔ جناب مضمون نگار کی اس توصیف و تحسین سے بہت خوش ہوں گے ایسی [illegible] (اصطلاح ادب لطیف) جناب [illegible] جس کی انتہا کرتے [illegible] "مرد" کا ایک [illegible] وقت تک باقی رہے اور تا روز حشر ختم نہ ہو۔"

یہ [illegible] مضمون ہے اور ایسے [illegible] سے آراستہ ہے جنہیں "سوئن برن" کا نام یا شیدا بھی نہیں جانتا تھا۔ ہاں جانتا ایک اردو پرچہ کا ناظر۔ آپ اگر شاعر [illegible] ہیں تو اُن کے ساتھ ہی انگریزی میں Poet بھی لکھ دیتے ہیں تاکہ پوئٹ کی لفظ لکھے اور تمثیل نگاری [illegible] کرنے سے [illegible] شاعری اور تمثیل نگاری [illegible]

خدا کی عنایت سے جناب مضمون نگار اردو کے بہت بڑے ماہر ہیں جنہیں اردو [illegible] خیالات رنگین تھے۔ [illegible] کلاسیکل مطالعہ۔ [illegible] آزادی اور اس قسم کے بیسیوں لاجواب [illegible] سے عبارت چشم ناظر کے سامنے عریاں ہو جاتی ہے اور بقول جناب مضمون نگار۔

"عریانی ایک عیب ہے۔ لیکن یہ عیب نہ رہ سکتا اگر اس میں کچھ حسن ہو۔"

آپ کی عبارت آرائی حسین عریان ہے [illegible] سے شروع باندھ کے [illegible] رہے گی۔ [illegible] مضمون اس وقت تک ناظرین پنچ کے [illegible] کو اس کی نقل کرنے سے [illegible] میں ایسی برکت ہوئی کہ کوئی جرمن فرانسیسی [illegible] برطانوی شاعر نہیں بچا جس کی شاعری سے بحث نہ کی گئی ہو۔ مضمون ابھی آئندہ [illegible] ختم ہوا ہے [illegible] ختم نہیں ہوا [illegible] ہوا ہے جب [illegible] کے استعمال سے [illegible]

پیش از پیش کر سکیں۔

الغرض صاف بات تو یہ ہے کہ [illegible] صاحب کا یہ [illegible] پیرایہ میں [illegible] کے واسطے باعث مسرت نہ ہوا۔

خدا جانے لوگ کیوں مولانا اور اودھ پنچ کے دفتر میں ایسی چیزیں رائے ظاہر کرنے کے واسطے بھیج دیتے ہیں جنہیں نہ تو کوشش و تلاش سے واسطہ ہے اور نہ ظرف وادب سے۔ فقط

راقم [illegible]

خاکسار اور بار الادب

پنچ۔ جناب اور بار! آپ جانتے ہیں کہ ادیب پہلے زبان اور مشکلات ادب میں مہارت پیدا کرے مضمون نگاری کی بحث پر قلم اٹھائے جس کے [illegible] سے واقف ہو تو اس زمانہ میں یہ کمال ہے۔ [illegible] سے وجود بہتر ہے اگرچہ ناقص ہو۔ [illegible] آجکل دنیا کا عمل ہے [illegible] کی [illegible] ہے۔ انگریزی [illegible] تقلید [illegible] میں داخل ہے۔ [illegible] ہے کہ وہ کسی چیز کا موجد ہو جائے یا تقلید میں اعتدال اختیار کرے بہت ضعیف ہے۔ سبب تقلید ہی کی فطری [illegible] کی ضرورت ہی کیا ہے۔ [illegible] میں مناسبت اور عدم مناسبت کا خیال کون کرتا ہے۔

ایک قصبہ میں بی [illegible] ایک میر صاحب رہتے تھے۔ میر صاحب اپنے گھر [illegible] اس شان سے جھاڑو دے رہے تھے کہ [illegible] بیٹھی ہوئی [illegible] جھاڑو کی تقلید کر رہی تھیں۔ [illegible] سے جھانک کر دیکھا۔ [illegible] نرالی بھی سوال پیدا ہو گیا "اے میر صاحب یہ کیا؟" میر صاحب بولے "بی [illegible] یہ بھی یاروں کی ایک وضع ہے" بی [illegible] وضع پر [illegible] ہو گئیں اور جواب [illegible] پیچھے سے [illegible] کے سر [illegible] صحن میں جھاڑو دینے لگیں۔ اتنے میں آئے میاں۔ میاں بھی [illegible] پوچھتے "اے بی بی یہ کیا؟" بی بی [illegible] فرمانے لگیں "میاں یہ بھی یاروں کی ایک وضع ہے" "وضع" کے متعلق آپ بھی [illegible] سوئن برن؟

کے مصنف سے سوال کر سکتے ہیں - ایڈیٹر صاحب یہ کیا ہے؟ لیکن اعتراض کا منصب آپ کو ہے نہ ہمیں زیادہ اس کی قدر کرتی ہے - عیب عام ہونے کے بعد عیب نہیں رہتا - آپ کا منصب [illegible] ہے تو صرف آپ کے لئے - اے حضرت [illegible] کی ایک رسم ہے کہ مضمون لکھیں اور [illegible] کا پتا ہے - انشاء اللہ کانوں کے [illegible] برادری کی دوست [illegible] سے کچھ نہ کچھ [illegible] اور سب کچھ لکھئے گا [illegible] بوٹ نہ لکھیے فقط

## اوحسین نائیہ

مولانا پنچ - کئی ہزار سلام -

زمانۂ حال کی قوت اختراع کا کمال ہے - آپ خوب واقف ہیں یہ اختراع [illegible] محض سائنس ہی کے لیے محدود نہیں - بلکہ غریب اردو شاعری کی گردن بھی اسی میں پھنسی ہے - [illegible] کے بعض شعرا [illegible] کی نقالی میں بہت ترقی کر گئے ہیں [illegible] کا صرف نام سنا ہوگا وہاں کی دوشیزہ کو [illegible] میں ننگی ناچتے نہ دیکھا ہوگا مگر بقول شخصے وصل نہ سہی حسرت ہی سہی اردو کا کوئی رسالہ [illegible] اور [illegible] کی تعریف سے خالی نہیں [illegible] لکھی جا رہی ہیں عنوان کے لیے ذرا سر کھپانا پڑا اچانک [illegible] کا خیال آ گیا اور شاعرانہ [illegible] "نائیہ" یہ ایک نظم [illegible] آپ [illegible] کیا [illegible] تو ہم کہیں گے [illegible] کیا چیز ہے - [illegible] بلبل [illegible] ہوتی جاتی ہے [illegible] ہونے پر آمادہ ہے [illegible] چھپا رہے ہے [illegible] کے پیچھے [illegible] "ساقی نامہ" [illegible] اسکا "نائیہ" رکھا ہے -

شاعر [illegible] خوش قسمتی سے ایک ایسے پرفضا مقام میں جلوہ افروز ہے جہاں [illegible] آزادانہ ادھر [illegible] کی [illegible] کے پیچھے [illegible]

تو ہو ساری آتشیں [illegible] کھاتی ہو [illegible] کی [illegible] اس حالت میں حضور کی خاطر [illegible] لیکن حضور کا [illegible] ہے کہ بغیر تحفہ [illegible] قبول نہیں ہوتا - اس بہانہ [illegible] ذرا [illegible] ملاقات ہے ملاحظہ ہو - شاعر کہتا ہے [illegible] نہیں کہتا - یہ [illegible]

اوحسین نائیہ

اک چپت لگائے جا - اک چپت لگائے جا

---

بادہ کش است بلبل - رند سیاہ مست [illegible]

اوحسین نائیہ

اک چپت لگائے جا - اک چپت لگائے جا

---

سرو ناز [illegible] جا [illegible] کرم [illegible] جا - ہاں تو [illegible] جا

اوحسین نائیہ

اک چپت لگائے جا - اک چپت لگائے جا

---

[illegible] التفات سے - [illegible] تجلیات سے - [illegible] تبسمات سے

اوحسین نائیہ

اک چپت لگائے جا - اک چپت لگائے جا

---

بانہیں گلے میں ڈال کر [illegible] نکال کر - خوب دیکھ بھال کر

اوحسین نائیہ

اک چپت لگائے جا - اک چپت لگائے جا

---

حسن [illegible]

اوحسین نائیہ

اک چپت لگائے جا - اک چپت لگائے جا

---

چشم [illegible]

اوحسین نائیہ

اک چپت لگائے جا - اک چپت لگائے جا

[illegible]

[illegible] بول [illegible] کر [illegible] ایک [illegible] توڑ کر

اوحسین نائیہ

اک چپت لگائے جا - اک چپت لگائے جا

جل نہ جاؤں تو [illegible] تو اب ذرا دیکھ بھال تو

اوحسین نائیہ

اک چپت لگائے جا - اک چپت لگائے جا

شیبہ الشعرا - قدوائی

---

## المختصرات

آپ جانیے خدا نخواستہ ہندوستان کسی کام [illegible] میں کمال حاصل کرنے سے رہا - [illegible] کھیل [illegible] میں یورپ کے نقش قدم پر [illegible] لیتا ہے [illegible] سائنس صاحب نے یہاں ایک [illegible] خاص [illegible] شطرنج کی بازی کھیل [illegible] اور [illegible] کرتے رہے [illegible] کہ مشرق [illegible] میں ایک [illegible] ہندوستانیوں کا [illegible] شطرنج [illegible] کیا [illegible] کمال نہیں - [illegible] صدقے اتارتے [illegible] ایک [illegible] اہل مشرق [illegible] اور [illegible] سے [illegible] اور عورتوں کا [illegible] جناب [illegible] انہیں [illegible] نسل [illegible] ملک سے [illegible] ہوتا ہے -

[illegible]

# غذائے روحانی

## معدن النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کیطرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی ڈھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

## اُستاد محمد علی خان

میاں تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا راگوں کی ڈھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں انسے نقل کیگئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے امور سمجھ لینے کے بعد چونکہ نہایت صراحت سے جملہ کتاب میں لکھ دیے گئے اسیطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ہو۔ ایک ستار یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادوں کا سرمایہ ناز اسمیں جمع ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ حصہ اول کی للعہ فی جلد۔ محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ



لطف حیوۃ کے استعمال کا بہترین زمانہ موسم سرما ہے۔ صفحہ ۱۲ اور ۱۳ کے درمیان لیٹی پر اشتہار ملاحظہ ہو۔